اسلام اور بین الاقوامی قانون میں مذہبی آزادی اور بنیادی انسانی حقوق کا تصور
(میثاق مدینہ کے حوالے سے علمی و تحقیقی جائزہ)

THE CONCEPT OF RELIGIOUS FREEDOM AND FUNDAMENTAL HUMAN RIGHTS IN ISLAM AND INTERNATIONAL LAW WITH THE REFERENCE OF CHARTER OF MADINAH

1-Dr Amanullah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University Karachi
Email: amanamin400@gmail.com
2- Dr Hayat Muhammad
Lecturer, Bahria College Karsaz
Email: hayat824@gmail.com

Amanullah, Muhammad, Hayat **"The Concept of Religious Freedom and Fundamental Human Rights in Islam and International Law with the reference of Charter of Madinah"** Al-Raheeq International Research Journal, Vol 3, Issue. 1 (June 30, 2024). Pg. No: 81-95

Journal	Al-Raheeq International research Journal
Journal homepage	https://alraheeqirj.com
Publisher	Al Madni Research Centre
License:	Copyright c 2023 NC-SA 4.0 www.alraheeqirj.com
Published online:	2024-06-30
ISSN No:	
Print version:	2959-7005
Online version:	2959-7013

Open Access

BY NC SA

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 3, No. 1 || January-June 2024 || P. 81-95

اسلام اور بین الاقوامی قانون میں مذہبی آزادی اور بنیادی انسانی حقوق کا تصور (میثاق مدینہ کے حوالے سے علمی و تحقیقی جائزہ)

THE CONCEPT OF RELIGIOUS FREEDOM AND FUNDAMENTAL HUMAN RIGHTS IN ISLAM AND INTERNATIONAL LAW WITH THE REFERENCE OF CHARTER OF MADINAH

Abstract

Charter of Madinah is the First Islamic Constitution and the earliest recorded constitution of the world. This Charter concerned the rights and responsibilities of the Muslim, Jewish, and other Arab and tribal communities of Medina during the war between that city and its neighbors. Medina Charter was created based on Holy Quran and Sunnah. Therefore, the Holy Quran and Sunnah are the fundamental source of the state law. The charter also was an instrument to unite the nation and a signed of a state sovereignty. Other principles that contain in the charter were; Freedom of movement and the right to live in Medina, rights and duties in terms of defending and maintaining the State. It also provides good relations and mutual help among all citizens and individual responsibility and government duty in upholding social justice.

Key word: Madina, Charter, Rights, Quran, Sunnah, Madinah, Justice

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 3, No. 1 || January-June 2024 || P. 81-95

تمہید:

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلام نے دین کامل, دین انسانیت اور ایک آفاقی وعالمی مذہب کے طور پر انسانیت کی بھرپور رہنمائی کی۔اسلام ایک آفاقی اور عالمگیر دین ہے۔جس نے آغاز ہی میں احترام انسانیت, بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ, رواداری امن وسلامتی اور پرامن معاشرے کے قیام کے لیے بین الاقوامیت کا شعور اور مختلف تہذیبوں اور عالمی مذاہب میں ہم آہنگی کا تصور دیا غیر جانب داری اور قانون کی عملداری کا شعور عطا کیا جنگ وامن ہر دور ہر حالت کے قوانین متعارف کروائے بین التہذیبی وبین الثقافتی تقارب وہم آہنگی پر مبنی معاشرہ قائم کیا چنانچہ, رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ اسلامی فلاحی ریاست, ریاست مدینہ کے قیام کے ساتھ ہی بین الاقوامیت پر مبنی ایک ایسا دستور, منشور اور قانون مدینہ میں آباد مختلف مذاہب اور مختلف تہذیبوں کے علم بردار انسانی معاشرے میثاق مدینہ کے ذریعہ نافذ فرمایا جس نے ایک ملٹی کلچرل سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔باون دفعات پر مشتمل میثاق مدینہ دنیا کا وہ پہلا تحریری دستور ہے جس نے اقوام عالم کو احترام انسانیت اور بلا تفریق مذہب وملت انسانی حقوق کے بنیادی شعور اور انسانی حقوق کے قانون سے متعارف کروایا۔اسلام کی یہی بین الاقوامیت کا وہ بنیادی سنگ میل ہے جس نے بین الاقوامی قوانین کی بنیاد رکھی۔آج بجا طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ معاشرے ریاست مدینہ کا یہ بنیادی منشور اسلام کے قانون بین الاقوام اور قانون انسانی حقوق کا وہ مثالی ضابطہ ہے جس نے دنیا کے مختلف مذاہب اور مختلف تہذیبوں کے ماننے والوں کو بلا تفریق مذہب وملت امن وسلامتی اور احترام انسانیت کے راہ پر گامزن کیا۔

پیش نظر تحقیقی مقالے میں اسلام اور بین الاقوامی قانون میں مذہبی آزادی اور بنیادی انسانی حقوق کے تصور کا میثاق مدینہ کی روشنی میں علمی و تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے گا۔قدیم وجدید مصادر ومراجع سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے علمی و تحقیقی اسلوب اور دلائل سے ثابت کیا جائے گا کہ میثاق مدینہ نے تاریخ عالم میں پہلی مرتبہ مذہبی آزادی، بین الاقوامیت اور احترام انسانیت کے ساتھ ساتھ بنیادی انسانی حقوق کا تصور اور قانون عطا کیا۔جس کے مثبت اور اچھے اثرات آج بھی بین الاقوامی قانون اور تاریخ عالم میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

میثاقِ مدینہ اور سیاستِ نبوی ﷺ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے سامنے دو راہیں تھیں:

(1)... عصری تقاضوں کے مطابق آپ ﷺ مذہب کی بنیاد پر ایک سیاسی اتحاد کی بنیاد ڈالتے، لیکن اس صورت میں یہودیوں کو اس اتحاد سے باہر رکھنا پڑتا اور مسلم معاشرے میں انہیں ثانوی حیثیت حاصل ہوتی۔

(2)... دوسرے یہ کہ آپ ﷺ انصار اور مہاجرین پر مشتمل جنہوں نے آپ ﷺ کی قیادت قبول کرلی تھی، ایک الگ سیاسی گروہ کی تنظیم کرتے۔ لیکن آپ نے اس قسم کا کوئی علیحدہ گروہ بنانے کا فیصلہ نہیں کیا۔ بلکہ ایسی پرامن جماعت وجود میں لانے کا فیصلہ کیا۔ جس کے ارکان کے بارے میں یقین کیا جاسکے کہ وہ باہم جنگ نہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اختلافات کو بھی پرامن طریقے سے حل کرنے کی کوشش کیا کریں گے،

آپ ﷺ کے اس ارادے کے نتیجے میں وہ دستاویز وجود میں آئی جسے صحیفہ (میثاق مدینہ) کا نام دیا جاتا ہے۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری "میثاقِ مدینہ" کی اہمیت وافادیت اور جزیرہ نمائے عرب کے تناظر میں عہد نبوی ﷺ عرب معاشرے پر اس کے سیاسی اثرات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

اس معاہدے پر مدینے کی تمام آباد قوموں کے دستخط ہو گئے، اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ گردو نواح کے قبائل کو بھی اس معاہدے میں شامل کر لیا جائے، جس کے دو فائدے آپ ﷺ کے زیر نظر تھے...

1۔ جو خانہ جنگی قبائل کے درمیان ہمیشہ جاری رہتی اور خلق خدا کے خون سے خدا کی زمین کو رنگین کرتی رہتی تھی۔ اس کا انسداد ہو جائے۔

2۔ قریش ان لوگوں کو (یہود مدینہ و دیگر باشندگان) جن سے معاہدہ ہو جائے گا مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ نہ کر سکیں گے۔[1]

---

[1] قاضی محمد سلیمان منصور پوری/ رحمۃ اللعالمین ﷺ، ۱/ ۱۱۰، دارالاشاعت کراچی،

ریاستِ مدینہ کے قیام میں "میثاقِ مدینہ" کا کردار

میثاق مدینہ کے سرسری مطالعے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ اس پر ہجرت کے بعد یثرب میں آئے ہوئے قریشی مہاجرین، انصار کے مختلف قبائل اور یہودیوں نے دستخط کئے تھے۔

امن و امان کو برقرار رکھنے کے لئے صحیفہ (میثاقِ مدینہ) میں دو باتوں پر زور دیا گیا تھا۔

1۔ غیر جانبدار عدلیہ کے ذریعے انفرادی حقوق کا تحفظ اور

2۔ قانون کی نظر میں ہر فرد کی یکساں حیثیت۔[2]

"میثاق مدینہ" اسلام کے صیغۂ خارجہ کا پہلا معاہدہ ہے جس سے اسلامی سوسائٹی کے مقاصد کی تکمیل میں زبردست مدد ملی۔ یہ تاریخ ساز معاہدہ رسول اللہ ﷺ کی فراست، سیاسی بصیرت کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ غیر مسلم حلقوں سے مکالمہ بین المذاہب کی اہم دستاویز بلکہ اس کی اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔

معروف محقق اور سیرت نگار پروفیسر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ "میثاقِ مدینہ" دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے۔[3]

موصوف نے اس تاریخی حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے انگریزی میں ایک کتاب!

"The First Written Constitution In The World" کے نام سے لکھی جو 1975ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ موصوف "عہد نبوی ﷺ نظام حکمرانی" میں لکھتے ہیں:

عام قواعد و قوانین ملک کم و بیش تحریری صورت میں ہر جگہ ملتے ہیں، دستور مملکت کو عام قوانین سے علیحدہ تحریری صورت میں لایا جانا اس کی نظیر باوجود بڑی تلاش کے مجھے عہد نبوی ﷺ سے پہلے نہیں مل سکی۔ یہ اس زمانے کی قانونی عبارت اور دستاویز نویسی کا انمول نمونہ ہے۔[4]

---

[2] سید برکات احمد/رسول اکرم اور یہود حجاز ص ۷۰، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۸۹ء

[3] محمد حمید اللہ/عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی ص ۷۶، اردو اکیڈمی کراچی، ۱۹۸۷ء

جملہ دستاویز میثاق مدینہ میں ۵۲ دفعات ہیں، پہلی ۲۳ دفعات انصار و مہاجرین کے متعلق قواعد پر مشتمل ہیں اور بقیہ حصہ یہودی قبائل کے حقوق و فرائض سے بحث کرتا ہے۔ان دونوں میں ایک جملہ دہرایا گیا ہے کہ آخری عدالت، مرافعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہو گی۔[5]

میثاقِ مدینہ کی اہم دفعات اور مبادیات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی بصیرت، قائدانہ فہم وفراست اور حکمت وتدبر کے نتیجے میں معرض وجود میں آنے والی تاریخ ساز دستاویز "میثاق مدینہ" کی اہم دفعات اور مبادیات درج ذیل ہیں۔[6]

(۱) امت مسلمہ کی وحدت بلا تفریق۔

(۲) ابنائے امت میں حقوق وفرائض میں مساوات۔

(۳) ماسوائے ظلم وزیادتی اور گناہ کے کاموں کے دیگر امور میں ابنائے امت کا باہمی تعاون۔

(٤) دشمنوں کے ساتھ تعلقات کے سلسلے میں امت کا اشتراک۔

(٥) ہیئت انتظامیہ کی بہترین تنظیم جو راستی اور استقامت پر مبنی ہو۔

(٦) مملکت اور اس کے نظام کے بر خلاف خروج کرنے والوں کو بے نقاب کرنا اور ان کی امداد سے باز رہنا۔

(۷) جو لوگ اہلِ اسلام کے ساتھ مصالحت و تعاون سے رہنا چاہیں، ان کی حمایت کرنا اور ان کے حقوق پر دست اندازی نہ کرنا۔

(۸) غیر مسلموں کے لئے ان کا دین اور اموال ہیں، انہیں دین اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ ان کے اموال زبردستی حاصل کئے جائیں گے۔

---

4 محمد حمید اللہ / خطبات بہاولپور ص ۷٦

5 ایضاً / ص ۸٤

6 میثاق مدینہ کی جملہ دفعات اور متن کے لئے دیکھئے: ابن ہشام / السیرۃ النبویۃ ۱۱۹/۲، ۱۲۰، ابن کثیر / البدایہ والنہایہ ۲۲٤/۳

(۹) مملکت کے اخراجات برداشت کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ ان کے غیر مسلم حلیف بھی حصہ دار ہوں گے۔

(۱۰) غیر مسلم حلیفوں پر واجب ہو گا کہ جب تک مملکت کو حالت جنگ درپیش ہو، وہ مسلمانوں کے ساتھ ملکر جنگ کے مصارف اٹھائیں۔

(۱۱) غیر مسلم حلیفوں پر واجب ہو گا کہ وہ مملکت کے خلاف ہر قسم کی سرکشی اور بغاوت کو کچلنے کے لئے مسلمانوں کے ساتھ تعاون کریں۔

(۱۲) اگر غیر مسلموں کو ظلم کا نشانہ بنایا جائے تو مملکت کی یہ ذمہ داری ہو گی کہ وہ اسی طرح ان کی امداد کرے جس طرح ہر مظلوم مسلمان کی امداد کی جاتی ہے۔

(۱۳) مملکت کے دشمنوں اور ان کے مددگاروں کی حمایت نہ کرنا، مسلمانوں اور ان کے غیر مسلم حلیفوں پر واجب ہے۔

(۱٤) جب امت کی بھلائی صلح میں ہو تو مسلمانوں اور غیر مسلم حلیفوں پر واجب ہے کہ وہ سب کے سب صلح قبول کرلیں۔

(۱۵) کسی فرد سے کسی دوسرے کے گناہ کا مؤاخذہ نہیں ہو گا اور نہ کسی شخص سے صرف اس کی ذات یا خاندان کے بارے میں تاوان لیا جائے گا۔

(۱٦) حدود مملکت کے اندر اور باہر نقل و حرکت کی آزادی مملکت کی حمایت کے ساتھ مشروط ہو گی۔

(۱۷) کسی گناہ گار اور ظالم کی حمایت نہیں کی جائے گی۔

(۱۸) ہیئت اجتماعیہ کی بنیاد نیکی اور تقویٰ پر قائم ہو گی۔ نہ کہ گناہ اور ظلم وزیادتی پر۔

(۱۹) ان مبادیات کا تحفظ یہ دو طاقتیں کریں گی...!

(ا) قوت معنویہ: یہ عبارت ہے اس سے کہ ہیئت اجتماعیہ کا اللہ پر غیر متزلزل ایمان ہو، کیونکہ اللہ تعالی ہر نیکوکار اور وفا شعار کا محافظ و نگہبان ہے۔

(ب) قوت مادیہ: یہ مملکت کی سربراہی ہے جو حضرت محمد ﷺ ذات میں مرکوز ہے۔[7]

چند قابل توجہ دفعات

"میثاق مدینہ" کی چند دفعات ذیل میں درج نکات کی رو سے قابل توجہ ہیں:

1 فریق اول کا امن غیر منقسم قرار دیا گیا تھا، یعنی یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ مسلمانوں کے ایک حصے سے دشمنی ہو اور دوسرے کے ساتھ دوستی، مسلمان ملت واحدہ قرار دیئے گئے۔[8]

2 جنگ شروع ہونے کے بعد فریق ثانی علیحدہ صلح کرنے کا مجاز نہ تھا، یعنی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہونے کے بعد فریق ثانی کو دشمن کے ساتھ صلح کرنے کی اجازت نہ تھی۔

3 فریق ثانی قریش مکہ کی جانب سے کسی معاملے میں دخل نہ دے سکتے تھے۔[9]

4 فریق ثانی کے کسی بات میں اختلاف ہونے کی صورت میں معاملہ اللہ (قانون الٰہی) اور محمد رسول ﷺ سامنے پیش کیا جاتا تھا۔[10]

یہاں بھی حاکمیت اللہ کے قانون اور محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں رکھی گئی۔

یہ دفعات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ حکومت کے سربراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حزب اقتدار مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ فریق ثانی حکومت میں صرف اس قدر مشتمل تھا جہاں تک وہ قانون الٰہی پر کاربند رہتے تھے۔[11]

---

7 ڈاکٹر مصطفی السباعی/السیرۃ النبویہ ترجمہ سرور انسانیت، مترجم! نور الٰہی ایڈووکیٹ، مطبوعہ نقوش رسول نمبر جلد ۱۲، ص ۴۰۲، ص ۴۰۳، ادارہ فروغ اردو لاہور، ۱۹۸۵ء

8 الوثائق السیاسیۃ (شق ۱۷) ص ۳،

9 ایضاً شق ۲۰۔ب، ص ۴

10 ایضاً، شق ۲۳، ص ۴

11 محمد رسول اللہ ﷺ ص ۱۶۸، اردو دائرہ معارف اسلامیہ

ریاستِ مدینہ کی تشکیل میں "میثاقِ مدینہ" کا سیاسی اور انتظامی کردار

انگریز مصنف اور سیرت نگار جان بیگٹ المعروف جنرل گلپ پاشا

John Bagot. Globb Pasha/ The Life and Timese of Muhammad

میں ریاست مدینہ کی تشکیل وتاسیس میں "میثاق مدینہ" کی اہمیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی معاہدے کے اقتباسات اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہیں کہ کس طرح مدینے آتے ہی پیغمبر ﷺ اسلام کی ذات گرامی مقامی سیاست، انتظام مملکت اور انصاف کے معاملات میں گھر گئی تھی۔ ایک قابل سربراہ کے لئے جس کی اپنی جماعت روبہ ترقی ہو اور اس کے ارکان میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہو، یہ بات ناگزیر ہو جاتی ہے کہ وہ ان امور پر توجہ دے جو معاشرت، معیشت اور انصاف کے لئے ضروری ہیں۔

مزید رقم طراز ہے:

یہاں سے آپ ﷺ کی زندگی میں یکسر تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے، آپ کی رسم وراہ بدلنے لگتی ہے۔ ہر طریقے سے ستایا جانا والا آدمی دیکھتے ہی دیکھتے ایک سیاست دان اور حکمران میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ تبدیلی اس وقت حقیقی تبدیلی سے زیادہ ظاہری تبدیلی تھی، آپ ﷺ نے بہت پہلے ہی غالباً یہ اندازہ لگالیا ہو کہ آپ ﷺ کا مشن ایک دن آپ ﷺ کا رخ سیاست کی طرف موڑ دے گا۔[12]

ایک نئی ریاست کی تاسیس وتشکیل کے سلسلے میں "میثاق مدینہ" کو بڑی اہم اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سن ۱ ھ میں مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے تو بہت سے مسائل کی طرف فوری توجہ دی مثلاً

(۱) اہلِ اسلام کو یکجا اور متحد کرنے کا مسئلہ،

(۲) مسلمانوں کی روحانی ومعاشرتی اصلاح وتربیت کا مسئلہ،

---

[12] گلپ پاشا/ محمد رسول ﷺ ص ۱۹۸، سٹیزن پبلشرز کراچی

(۳) مدینے میں بسنے والے مختلف گروہوں کے باہمی تعلقات کو استوار کیا، خاص طور پر مدینے میں یہودیوں کے دس اور اوس و خزرج کے بارہ قبائل آباد تھے۔

اوس و خزرج میں مسلمان بھی تھے اور غیر مسلم بھی، یہ لوگ اسلام کی آمد سے پہلے باہم ایک خونریز جنگ میں مبتلا رہ چکے تھے، جسے جنگ بعاث کہا جاتا ہے۔ میثاق مدینہ نے اوس و خزرج کو باہم شیر و شکر بنادیا۔

(٤) شہر کی سیاسی تنظیم اور اس کے تحفظ و دفاع کا انتظام۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت نبوی سے ان تمام مسائل کو پوری کامیابی سے اس طرح حل کیا!

(۱) اہلِ اسلام کو رنگ و نسل کے امتیازات سے بالاتر کر کے انہیں رشتۂ اخوت میں منسلک کیا اور ایسی نئی ملت تیار کی جو خالص دینی اور انسانی اقدار پر مبنی تھی۔ اسے ایک خدا، ایک رسول، ایک قبیلے اور ایک ہی مقصد زندگی سے وابستہ کر دیا۔

(۲) مسلمانوں کی روحانی و معاشرتی تربیت و اصلاح اور ان میں مرکزیت پیدا کرنے کے لئے مسجد نبوی تعمیر کی اور اسے اہل اسلام کی روحانی، سماجی، تعلیمی و عدالتی سرگرمیوں کا مرکز و محور قرار دیا۔

(۳-٤) مدینے میں بسنے والے مختلف گروہوں کے باہمی تعلقات اور حقوق و فرائض کو متعین و منضبط کیا، اس شہر کی سیاسی تنظیم اور تحفظ و دفاع کے لئے ایک ایسا معاہدہ کیا جسے "میثاق مدینہ" کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ اس معاہدے کی اہمیت کے پیش نظر اسے قلمبند کرا کر محفوظ کر لیا۔ اس "میثاق" کے لئے آپ ﷺ نے 'کتاب" اور "صحیفے" کے الفاظ استعمال فرمائے، جس سے اس دستاویز کی اہمیت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔[13]

عرب میں عام طور پر اور مدینے میں خاص طور پر جو مرکز گریزی تھی، اس کا علاج تنظیم پسند اور وحدت خواہ نبی ﷺ یہ تجویز کیا کہ "ایک حکمراں ایک قانون"

---

[13] محمد رسول اللہ ﷺ ص ١٦١، ص ١٦٢، اردو دائرہ معارف اسلامیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد حمید اللہ ریاست مدینہ کی تشکیل میں میثاق مدینہ کی اہمیت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی سیاسی فہم و فراست کے حوالے سے تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک چھوٹی سی بستی کو جو بیس ایک محلوں پر مشتمل تھی، شہری مملکت کی صورت میں منظم کیا گیا اور اس کی قلیل لیکن بوقلموں اور کثیر الاجناس آبادی کو ایک لچک دار اور قابل عمل دستور کے ماتحت ایک مرکز پر متحد کیا گیا اور ان کے تعاون سے شہر مدینہ میں ایک سیاسی نظام قائم کر کے چلایا گیا جو بعد میں ایشیائی، یورپ، افریقہ کے تین بر اعظموں پر پھیلی ہوئی ایک وسیع اور زبردست شہنشاہیت کا بلاکسی وقت کے صدر مقام بھی بن گیا۔[14]

مستشرق ٹور اینڈری Tor Andrae "میثاق مدینہ" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے!

مدینے کی امت کے قوانین کسی دینی حکومت کے دستور کی وہ پہلی دستاویز ہیں جس نے بتدریج اسلام کو ایک عالمی مملکت اور عالمی دین بنا دیا۔[15]

عراق کے معروف مستشرق اور واشنگٹن یونیورسٹی شعبہ اورینٹل اسٹڈیز کے سابق ہیڈ آف ڈپارٹمنٹ ڈاکٹر مجید خدوری لکھتے ہیں!

اس دستاویز کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض حلیفی اور اتحاد کا پیمان نہ تھی بلکہ اس کی حیثیت زیادہ وسیع تھی، پہلے حصے سے محض یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ قبائل کے درمیان مصالحت کی سعی ہے، یہ ایک میثاق ہے جس کے ذریعہ سے مدینۂ منورہ کے عرب قبائل کی باہم رقابتیں مٹا کر مختلف عناصر کو متحد کر کے ایک ایسی قوم بنانا منظور تھا جو سب سے منفرد اور ممتاز ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ قبائل کے درمیان ڈھیلا ڈھالا اتحاد نہیں بلکہ اس اسلامی حکومت کا دستور ہے جو ابھی تعمیر کے مرحلے میں تھی، اس کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نئے نظام کے اندر "تنگ نظرانہ قبائلی وابستگیوں کو تحلیل کر کے نئے مذہب اور نئی حکومت کو توجہ کا مرکز بنا دیا۔

---

[14] ڈاکٹر محمد حمید اللہ / عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نظام حکمرانی ص ۸۲، ۸۳، نیز دیکھئے! محمد حمید اللہ / خطبات بہاولپور ص ۳۴۲

[15] Tor Andrae/ Muhammad the man and his faith, new york. 1960, P-136

معاہدے کا دوسرا حصہ عرب قبائل اور یہودیوں کے درمیان اتحاد سے متعلق ہے، ہر یہودی قبیلہ مومنوں کے ساتھ مل کر ایک قوم قرار پایا لیکن یہودی قبائل بجائے خود ایک قوم نہ رہے۔ معاہدے کے اس حصہ کی حقیقی حیثیت مظہر ہے کہ یہ ایک قسم کا وفاق تھا جو عربوں اور یہودیوں کے درمیان قائم کیا گیا تھا۔ حکومت مدینہ کو اس وفاق میں سرکردگی کی نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ اس اتحاد کا نتیجہ یہ تھا کہ تمام عناصر وفاق میں بحیثیت مجموعی تعلقات خوشگوار رہے اور صرف ایک یہودی قبیلہ مسلمانوں سے برسرپیکار تھا"۔[16]

"میثاقِ مدینہ" کی بین الاقوامی قانونی اہمیت:

اس تاریخی واقعیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہود اپنے علم و فن اور ذہانت و فراست کے لئے بجا طور پر شہرت رکھتے تھے، لیکن صدیوں کی منافقت اور سرکشی نے انہیں حد درجہ عیار اور مکار بنا دیا تھا۔ کیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز نہیں کہ یہود نے اپنے خصائص کے باوصف اس معاہدے "میثاق مدینہ" کو اپنی مرضی سے قبول کرلیا اور اس وقت قبول کیا جب مسلمان انتہائی کسمپرسی کی حالت میں تھے اور اس معاہدے میں رسول اکرم ﷺ کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے سچے نبی حکمران اور حکم کی تھی اور مسلمانوں کے مقابلے میں ان کی حیثیت ثانوی تھی۔ علاوہ بریں اس عہدنامے کی رو سے نہ صرف یہ کہ مدینے میں اسلامی ریاست معرض وجود میں آگئی بلکہ یہود اور دیگر معاہد اقوام نے بھی اسے تسلیم کرلیا۔

بلاشبہ... یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم سیاسی کامیابی تھی، مذہبی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہود اور مشرک قبائل نے اس معاہدے پر دستخط کر کے مسلمانوں کو مومن، اور بت پرست قبائل نے اپنے آپ کو مشرک تسلیم کرلیا۔[17]

---

16 مجید خدوری/اسلام اور قانون جنگ و صلح (ترجمہ الحرب والسلام فی الاسلام) مترجم غلام رسول ص ۲۹۱، ۲۹۲، مکتبہ معین الادب لاہور، ۱۹۵۹ء

17 ڈاکٹر نصیر احمد ناصر/پیغمبر اعظم و آخر ﷺ ص ٤١٥

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں !

یہ معاہدہ اس عہد کی قانونی عبارت اور دستاویز نویسی کا ایک مکمل نمونہ ہے، اس کی اہمیت اسلامی مؤرخوں سے کہیں زیادہ یورپی عیسائیوں نے محسوس کی۔[18]

ولہاوزن، میور، گریملے، اسپرنگر، وینسنگ، کائتانی، پول وغیرہ کے علاوہ ایک جرمن مورخ رانکے Ranke نے مختصر تاریخ عالم لکھتے ہوئے بھی اس دستاویز کا ذکر کرنا ضروری خیال کیا ہے۔[19]

"میثاق مدینہ" کا غائر نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد اس معاہدے کی تاریخی، سیاسی اور قانونی اہمیت و عظمت کے بارے میں جو باتیں معلوم ہوتی ہیں وہ درج ذیل ہیں !

(۱) میثاق مدینہ کی بدولت مدینے کی شہری ریاست کا آغاز ہوا اور رسول اکرم ﷺ مخالفین ولواحقین دونوں کی طرف سے اس ریاست کے سربراہ تسلیم کر لئے گئے اور اس طرح آپ ﷺ ایک بین الاقوامی معاشرہ تشکیل دینے میں مصروف ہوگئے۔(۲) اس معاہدے کی بدولت بقول سرولیم میور، آپ ﷺ نے ایک عظیم مدبر حکومت اور سیاست دان کی طرح مختلف الخیال اور مختلف باہم منتشر لوگوں کو متحد اور یکجا کرنے کا کام بڑی مہارت سے سر

---

[18] چنانچہ میثاق مدینہ کے حوالے سے مشرق و مغرب کے سیرت نگاروں، مورخوں اور تذکرہ نویسوں نے رسول اکرم ﷺ اور یہود مدینہ کے تعلقات کو موضوع بحث بناتے ہوئے مستقل کتابیں لکھیں، جو اس موضوع پر اہم دستاویز اور ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں، پروفیسر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے "عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی ص ۱۹۶ تا ص ۱۹۸، کسی قدر تفصیل کے ساتھ، سید برکات احمد/ رسول اکرم ﷺ اور یہود حجاز ص ۱۷، ص ۱۸، مقالہ نگار محمد رسول اللہ ﷺ/ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص ۱۶۰، ص ۱۶۱، قدیم وجدید مسلم سیرت نگاروں کے علاوہ مشہور جرمن مستشرق وینسنک (A.J. Wensinck) نے اپنے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالہ کا موضوع ہی پیغمبر اسلام اور یہود مدینہ رکھا اور جرمن زبان میں باقاعدہ ایک تحقیقی مقالہ لکھا۔

نیز یہود مدینہ اور رسول اکرم ﷺ کے سیاسی تعلقات اور میثاق مدینہ کے حوالے سے انگریزی آخذ کے لئے دیکھئے ! سید برکات احمد/ رسول اکرم ﷺ اور یہود حجاز ۲۰۲-۲۰۷

[19] محمد حمید اللہ/ عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی ص ۷۷

انجام دیا، آپ ﷺ ایک ایسی ریاست اور ایک ایسے معاشرے کا آغاز کرنے میں کامیاب ہو گئے جو بین الاقوامیت کے اصول پر مبنی تھا۔(٤٧)

(٣) اس میثاق کی بدولت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدالتی، تشریعی، فوجی اور تنفیذی اختیارات اپنے اوراہل اسلام کے لئے محفوظ کر لئے۔

(٤) آنحضرت ﷺ نے سیاست میں اخلاقی عناصر کو داخل کیا، اصل سر چشمۂ اقتدار اللہ تعالیٰ کو قرار دیا اور خود اللہ تعالیٰ کے نائب کی حیثیت اختیار کی۔

(٥) شہریت، تنظیم حکومت، سیاسی رواداری، فراست اور اسلامی حکمت عملی کا عمدہ اظہار بھی اسی معاہدے کے ذریعہ ہوا۔

(٦) اسی معاہدے کی بدولت مذہبی آزادی کا اصول وضع ہوا، نیز جن بنیادوں پر غیر مسلموں سے اتحاد و تعاون ہو سکتا ہے ان کی نشاندہی ہوئی۔

(٧) اسی معاہدے نے اہل اسلام کے باہمی حقوق و فرائض اور جملہ شہریوں کے آپس میں تعلقات اور حقوق و فرائض کا تعین کیا۔

(٨) اسی معاہدے نے ظلم، ناانصافی، عدم مساوات اور ایسی ہی دیگر خرابیوں کا سد باب کیا۔ عربوں کے قتل کا بدلہ لینے کا قدیم انفرادی طریقہ ختم کر کے اسے اجتماعی فریضہ قرار دیا۔ کمزوروں، ناداروں، اور مظلوموں کی دادرسی کا پورا پورا اہتمام بھی اسی معاہدے کی رو سے ہوا۔

(٩) حالت امن اور حالت جنگ کا لائحۂ عمل مرتب ہوا۔

(١٠) میثاق مدینہ قریش کے خلاف ایک مشترکہ اتحاد بن گیا اور دشمنان اسلام کا داخلہ مدینے میں بند کر دیا گیا۔

(١١) مدینے کو حرم قرار دیا گیا، یوں اس نئی شہری ریاست کی حرمت قائم ہوئی۔

(١٢) اس کے داخلی امن اور تحفظ و دفاع کا خاطر خواہ انتظام ہوا۔

(١٣) قبائل کی باہمی خانہ جنگی کا انسداد بھی میثاق مدینہ کی بدولت ہوا۔

(١٤) میثاق مدینہ نے اہلِ اسلام کے بڑے دشمن، مشرکین مکہ اور دوسرے قبائل کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرنے سے روک دیا۔

(١٥) اسی معاہدے نے شہریوں کے اندر قانون، اخلاق، مذہب اور انسانی قدروں کے احترام کا بھرپور جذبہ پیدا کیا۔

(١٦) میثاق مدینہ ہی نے اللہ تعالی کے احکام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو فائق حیثیت دے دی۔

(١٧) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ اسی نظام کی بدولت ایک مضبوط اسلامی ریاست اور صالح معاشرہ معرض وجود میں آیا۔[20]

"میثاق مدینہ" کے دو حصے ہیں۔ شق ١ تا ٢٣ میں مہاجرین اور انصار کی وحدتوں کا ذکر ہے اور شق ٢٤ تا ٤٧ میں ان قواعد کا ذکر ہے جو مضافات مدینہ میں بسنے والے حلیف یہودی قبائل اور آبادیوں سے متعلق تھے۔

ان ہر دو حصوں کے قانونی (عدالتی) فقرات کی تحلیل یہاں بے محل نہ ہو گی:

1... حسب سابق ہر قبیلۂ انصار اپنے افراد کے مالی مواٗخذہ جات کا اجتماعی طور سے ذمہ دار ہو گا۔ اگر کوئی فرد دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو تو اس قیدی کے قبیلے کے تمام افراد مل کر فدیہ ادا کریں گے۔[21]

2... اس سلسلے میں انصار کے قبائل تو متعین تھے، لیکن مہاجرین مکہ سب مل کر ایک قبیلہ تصور کئے جائیں گے۔[22]

20 محمد رسول اللہ ﷺ (مقالہ سیرت النبی ﷺ) اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص ١٦٧، ص ١٦٨

22 ملاحظہ ہو! ڈاکٹر محمد حمید اللہ/الوثائق السیاسیۃ ص ٢

3... انصاف رسانی متضرر کے ہاتھوں میں نہیں رہے گی، بلکہ وہ پوری مسلم جماعت کا فریضہ سمجھی جائے گی اور اس میں کسی رشتہ داری اور قرابت کے باعث پاس ولحاظ نہیں کیا جائے گا۔[23]

4... کسی قاتل یا مجرم کو کوئی شخص پناہ نہیں دے سکے گا۔

5... کسی مسلمان کا قتل عمد سزائے موت کا مستوجب ہوگا۔ البتہ مقتول کے ورثاء مسلمان ہوں تو وہ قاتل کے مسلمان ہونے کی صورت میں قصاص کا مطالبہ نہ کریں گے۔

6... ہر قسم کے تنازعہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ قطعی اور آخری ہوگا۔(٥٤)

7... اسی طرح یہودیوں سے متعلق جو دفعات ہیں ان میں بیان کیا گیا ہے کہ

8... فدیہ، دیت، ولاء اور جوار کے ادارے حسب سابق برقرار رہیں گے۔

9... مگر کوئی شخص قریش اور ان کے مددگاروں کو اپنے جوار یعنی پناہ میں لینے کا مجاز نہ ہوگا۔

10... عدل گستری ایک مفاد عامہ کا معاملہ ہے اور کوئی شخص خود اپنے رشتے داروں کی بھی پاسداری نہ کر سکے گا۔

11... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے تنازعات میں آخری فیصلہ کریں گے۔

اس طرح انفرادی انتقام جوئی کی جگہ مرکزی عدل گستری کا ادارہ وجود میں آگیا اور یہ اختیار افراد ہی نہیں قبائل سے بھی چھین کر حکمران وقت (رسول اللہ ﷺ) کے سپرد کیا گیا جو تفتیش اور غیر جانبداری کے پابند تھے۔[24]

CC BY NC SA
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

[23] ایضاً ص ۳

[24] ڈاکٹر محمد حمید اللہ/ عہد نبوی ﷺ نظام حکمرانی ص 5، 6، 155، نیز الوثائق السیاسیہ ص 6۔